دل سیر ہے گدائے جنابِ امیرؔ کا   خالی کبھی رہا نہیں کاسہ فقیر کا

مطلب یہی ہے ہاتھ کی ہر اک لکیر کا   دامن نہ چھوٹنے پائے جنابِ امیرؔ کا

کیا پوچھتے ہو نام، مرے دستگیر کا   بازو نبیؐ کا، ہاتھ خدائے قدیر کا

حافظ اگر ہو عدل جنابِ امیرؔ کا   شعلہ پہن لے جسم میں کُرتا حریر کا

تھا حق پسند فقر جنابِ امیرؔ کا   اب تک ہے مسجدوں میں بچھونا حصیر کا

کرسی نبیؐ کی، عرش جنابِ امیرؑ کا
وہ شاہ کی جگہ، یہ محل ہے وزیر کا

کیا پوچھتے ہو مذہب و مشرب فقیر کا
شیشہ بغل میں ہے مے خُمِ غدیر کا

عاشق ہوں روئے پاکِ جنابِ امیرؑ کا
کعبے کی سرزمیں میں ہے بستر فقیرؒ کا

گلشن میں سُن کے زمزمہ پردازیاں مری
دم بند ہوگیا ہے مرے ہمصفیر کا

معصوم سب ہیں، جوشنِ بازوئے مصطفےٰ
یاں ایک مرتبہ ہے صغیر و کبیر کا

خیبر کا در اکھاڑ لے، وہ جلّ شانہٗ
ٹکڑا نمک سے کھائے جو نانِ شعیر کا

یوں شش جہت میں قاتلِ شبیرؑ خوار ہے
پھرتے ہیں جیسے روز ہے منحوس پیرؒ کا

پیاسا ہوں ساقیا، مےِ کوثر کا، خُم کی خیر
بھر دے خدا کی راہ میں کاسہ فقیر کا

احسانِ بوتراب کا گردن پہ بوجھ ہے
سر کس طرح جھکا نہ رہے چرخِ پیر کا

اشکوں سے لب بھگو دیئے مری اے فراتِ چشم
عادی ہوں میں طہارتِ آبِ کثیر کا

دستِ خیالِ حور نہ پہنچا کبھی جہاں
اس دوش پر تھا پاؤں مرے دستگیر کا

پیری تو آچکی ہے مگر مہلت، اے اجل!
کرلوں طواف، قبرِ جنابِ امیرؑ کا

حکمِ خدا سے قاسم و رزّاقِ خلق ہیں
سب ہاتھ دیکھتے ہیں مرے دستگیر کا

سبطینِ مصطفےٰؐ کو سمجھتے ہیں جو شنین
تیغوں میں ہے یہ حرز صغیر و کبیر کا

مومن دلوں میں سوچ لیں، پردے کی بات ہے
نکلا کہاں سے ہاتھ جنابِ امیرؑ کا

کیا رحم تھا کہ شیرِ الٰہی نے رو دیا
جب آگیا خیال یتیم و اسیر کا

اس کے لبوں کو پانی کا قطرہ ملے نہ ہائے
قاتل کو جس نے بھیج دیا جام شیر کا

جب مر گئے علیؑ تو مدینہ میں شور تھا
آج اٹھ گیا شفیق یتیم و اسیر کا

حیدرؑ کے حلم و رحم پہ رونے لگے حسینؑ
کاسہ دیا جو آپ نے قاتل کو شیر کا

پوچھے کوئی پتہ تو یہ کہہ دیجیو انیسؔ
ہے وادی السلام میں بستر فقیرؒ کا